سرکاری رپورٹ   گیارھواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

منعقدہ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۹۵ء بمطابق یکم جمادی الاول ۱۴۱۶ھ

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ کے بعد کارروائی نہیں ہوئی پریذائڈنگ آفیسر مسٹر شوکت بشیر مسیح نے ۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ء تین بجے تک کے لئے اجلاس ملتوی کردیا	۲
	منعقدہ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ء بمطابق ۲ جمادی الاول ۱۴۱۶ ہجری	
۱-	آغاز کارروائی تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۳
۲-	رخصت کی درخواستیں	۴
۳-	تحریک التواء نمبر ۴ (منجانب سردار اختر جان مینگل) قرارداد منظور کی گئی	۷
۴-	مشترکہ قرارداد منظور نمبر ۶۸ منجانب سردار اختر جان مینگل مولانا عبدالباری (قرارداد منظور کی گئی)	۱۰
۵-	قرارداد نمبر ۶۹ (منجانب شیر جان بلوچ) محرک موجود نہ تھے	۱۲
۶-	قرارداد نمبر ۷۱ منجانب مولانا عبدالواسع (قرارداد منظور کی گئی)	۱۳
۷-	قرارداد نمبر ۷۲ منجانب نواب عبدالرحیم شاہوانی (قرارداد منظور کی گئی)	۱۵
۸-	قرارداد نمبر ۷۳ منجانب مولانا عبدالباری صاحب (قرارداد منظور ہوئی)	۱۶
	منعقدہ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء بمطابق ۵ جمادی الاول ۱۴۱۶ ہجری	
۱-	آغاز کارروائی تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۲۹
۲-	رخصت کی درخواستیں (مزید کارروائی نہیں ہوئی)	۳۰
۳-	گورنر کا آرڈر	۳۲

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۱۔ جناب اسپیکر -------- عبدالوحید بلوچ
۲۔ جناب ڈپٹی اسپیکر -------- مسٹر ارجن داس بگٹی

افسران صوبائی اسمبلی

۱۔ سیکریٹری اسمبلی -------- مسٹر اختر حسین خان
۲۔ جوائنٹ سیکریٹری -------- عبدالفتاح کھوسو

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۹۵ء بمطابق یکم جمادی الاول ۱۴۱۶ ہجری

(بروز بدھ)

زیر صدارت مسٹر شوکت بشیر مسیح

بوقت تین بج کر تیس منٹ (سہ پہر) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ صدق اللہ العظیم ۰

ترجمہ :- تم سب اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ اور پاس والے پڑوسی سے' اجنبی ہمسایہ سے' ہم مجلس اور راہ گیر (مسافر) سے اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں' احسان کا معاملہ رکھو' یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو قطعاً" پسند نہیں کرتا جو (غرور) سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور (بڑے فخر سے) شیخی کی باتیں بگھارتا ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- اسمبلی کی کارروائی مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ء تین بجے شام تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ء تین بج کر پینتیس منٹ (سہ پہر) تک کے لئے ملتوی ہوگیا)

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ء بمطابق ۲:۹ جمادی الاول ۱۴۱۶ ہجری

(بروز جمعرات)

زیر صدارت جناب عبدالوحید بلوچ۔ اسپیکر

بوقت تین بج کر چالیس منٹ (سہ پہر) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

**يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ
وَلَايَجْرِمَنَّكُمْ شَنَانُ قَوْمٍ عَلَى الَّاتَعْدِلُوْا ج اِعْدِلُوْا ط
هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ج وَاَتَّقُوْ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ٥ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْ الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
مَغْفِرَةٌ وَاَجْرٌ عَظِيْمٌ ٥ (صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم)
(پ۲ ، ع٦ (سورة المائدة -آيت ٨-٩)**

ترجمہ :- اے ایمان والو! اللہ کے کھڑے ہونے والے' انصاف کی گواہی دینے والے ہوجاؤ' اور کوئی تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو' یہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے' اور اللہ نے ایسے لوگوں کے لئے آئے اور انہوں نے اچھے کام کئے' وعدہ کیا ہے کہ ان کے لئے مغفرت اور ثواب ہے۔

جناب اسپیکر :- چونکہ آج سوالات نہیں ہیں اس لئے وقفہ سوالات معطل کیا جاتا ہے۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر چونکہ آج ہمارے عزیز دوست ملک فیض محمد یوسف زئی جنہوں نے انگریزوں سے لے کر آج تک اس ملک میں جمہوری اداروں کی آزادی اور جمہوریت کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں انتقال کر گئے ہیں میری درخواست ہے کہ ان کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔

جناب اسپیکر :- مولانا صاحب دعا فرمائیں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر :- رخصت کی درخواست اگر کوئی ہو تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

اختر حسین (سیکریٹری اسمبلی) :- میر اسرار اللہ زہری صوبائی وزیر زراعت۔ کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں لہذا انہوں نے آج کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- ڈاکٹر کلیم اللہ خان مورخہ بائیس ستمبر کے اجلاس کو پشین تشریف لے گئے تھے لہذا انہوں نے اس دن کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- میر ظہور حسین خان کھوسہ نے نجی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ستائیس ستمبر کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- میر طارق کھیتران۔ صوبائی وزیر بہبود آبادی۔ علاج کے سلسلے میں آج لاہور جارہے ہیں اس لئے انہوں نے آج سے تااختتام اجلاس رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- محمد سرور خان کاکڑ۔ صوبائی وزیر ذاتی دورے پر ملک سے باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے انیس ستمبر سے تا اختتام اجلاس رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- مولانا عطا اللہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ستائیس اور اٹھائیس ستمبر کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- نوابزادہ گزین خان مری صوبائی وزیر داخلہ نے درخواست دی

ہے کہ طبیعت ناساز ہونے کی بناء پر وہ مورخہ اٹھائیس ستمبر کے اجلاس میں شریک نہ ہوسکیں گے اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- جناب ارجن داس بگٹی ڈپٹی اسپیکر صاحب اپنی والدہ کی علالت کے باعث ڈیرہ بگٹی میں مقیم ہیں اس لئے انہوں نے آج سے تا اختتام اجلاس رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- نوابزادہ لشکری خان رئیسانی۔ صوبائی وزیر نے ناسازی طبیعت کی وجہ سے مورخہ ستائیس اور اٹھائیس کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- جناب عبیداللہ خان بابت۔ صوبائی وزیر مورخہ ستائیس ستمبر کے اجلاس میں شریک نہیں ہوسکے تھے اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- سید شیر جان بلوچ۔ وزیراعظم صاحبہ پاکستان کے دوسرے کے

موقع پر گوادر گئے ہوئے ہیں اس لئے انہوں نے مورخہ ستائیس اور اٹھائیس ستمبر کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

تحریک التواء نمبر ۴

جناب اسپیکر :- اب سردار اختر مینگل صاحب اپنی تحریک التواء نمبر ۴ پیش کریں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں مندرجہ ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے فوری اہمیت عامہ کے حامل ایک واضح معاملہ پر بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی میں التواء کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

معاملہ یہ ہے کہ ایرانی ٹرانسپورٹ کے ذریعے عین اس وقت آلو پیاز اور سیب کی درآمد کی جاتی ہے جب کہ بلوچستان کے زمین داروں کی فصل تیار ہو کر مارکیٹ میں آجاتی ہے۔ اس طرح بلوچستان کے مقامی زمینداروں کو درآمد کنندگان کی وجہ سے مالی نقصان ہوتا ہے اور ساتھ ہی بلوچستان کے ٹرانسپورٹرز جن کو بیرون ملک سے مال لانے اور لے جانے کی اجازت نہیں ہوتی اور بیرونی ٹرانسپورٹرز اپنی مال بردار گاڑیاں بلادھڑک ہمارے ملک میں لاتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے ٹرانسپورٹرز کو خطیر مالی نقصان ہو رہا ہے اس لئے بلوچستان کے زمینداروں اور ٹرانسپورٹرز کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے آلو' پیاز' سیب اور بیرونی مال بردار گاڑیوں کو آنے کی اجازت نہیں دی جائے یہ ایک فوری اہمیت کا مفاد عامہ کا حامل واضح معاملہ ہے اس پر ایوان کی کارروائی کو روک کر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر :- تحریک التواء جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ایرانی ٹرانسپورٹ کے ذریعے

عین اس وقت آلو پیاز اور سیب کی درآمد کی جاتی ہے جب کہ بلوچستان کے زمین داروں کی فصل تیار ہوکر مارکیٹ میں آجاتی ہے۔ اس طرح بلوچستان کے مقامی زمینداروں کو درآمدکنندگان کی وجہ سے مالی نقصان ہوتا ہے اور ساتھ ہی بلوچستان کے ٹرانسپورٹرز جن کو بیرون ملک سے مال لانے اور لے جانے کی اجازت نہیں ہوتی اور بیرونی ٹرانسپورٹرز اپنی مال بردار گاڑیاں بلادھڑک ہمارے ملک میں لاتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے ٹرانسپورٹرز کو خطیر مالی نقصان ہورہا ہے اس لئے بلوچستان کے زمینداروں اور ٹرانسپورٹرز کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے آلو' پیاز' سیب اور بیرونی مال بردار گاڑیوں کو آنے کی اجازت نہیں دی جائے یہ ایک فوری اہمیت کا مفاد عامہ کا حامل واضح معاملہ ہے اس پر ایوان کی کارروائی کو روک کر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر :- سردار صاحب اپنی تحریک کی ایڈمیزابلیٹی کے بارے میں آپ بات کریں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر صاحب! ویسے تو آپ کو اور اس معزز ایوان کو بھی معلوم ہے کہ ہمارے صوبے کا ذریعہ معاش زراعت پر ہے یہاں جس وقت ہماری پھلوں' پیاز اور آلو کی فصلیں تیار ہوتی ہیں تو عین اسی وقت ایران کے سیب' پیاز وغیرہ ہمارے ملک میں بھیجے جاتے ہیں جس سے ہمارے مقامی لوگوں کو منڈی میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے اس سے منڈی میں نقصان ہوگا ہے۔ جناب اس کے ساتھ ساتھ ایران کے ٹرانسپورٹ ٹرالرز یہاں آتے ہیں جب کہ قانون کے مطابق تو ہونا چاہئے کہ یہ ٹرانسپورٹ ٹرالرز باڈر پر اپنا مال جو وہ سپلائی کرتے ہیں باڈر پر ہی حوالے کرکے چلے جائیں لیکن یہ ٹرالرز یہاں یعنی ہمارے صوبے کے دارالحکومت کوئٹہ تک اندر آکر مال سپلائی کرتے ہیں پھر ہمارے ٹرانسپورٹرز ان کے باڈر پر مال حوالے کرتے ہیں اندر نہیں جاتے۔ جیسے میں نے کہا اس سے ہمارے تاجروں کو نقصان ہوتا ہے لہٰذا ایران کے سیب' پیاز پر پابندی لگائی جائے اور اسی

مقصد کے لئے میں نے یہ تحریک التواء پیش کی ہے۔ اس سے ہمارے مقامی تاجروں کو نقصان ہورہا ہے ان کا روزگار متاثر ہورہا ہے۔ ہمارے زراعت کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے دوست متاثر ہورہے ہیں جناب اسپیکر میں امید کرتا ہوں کہ اس پر بحث کی جائے گی۔

جناب اسپیکر :- گورنمنٹ کی سائیڈ سے؟

مسٹر سعید احمد ہاشمی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ) :- جناب اسپیکر ویسے تو یہ معاملہ واقعی اور حقیقتاً" بڑی اہمیت کا حامل ہے لیکن اگر اس تحریک التواء کو سردار صاحب ایک قرارداد کی شکل میں پیش کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا اس لی کہ کسی غیرملک کے ساتھ امپورٹ وغیرہ کا معاملہ وفاقی نوعیت کا ہے۔ اس کی اجازت وفاقی حکومت ہی دے سکتی ہے۔ یہ صوبائی حکومت کے اختیار میں نہیں ہے اس لئے میری گزارش ہے ایوان سے کہ وہ وفاقی حکومت سے گزارش کرے کہ آئندہ سالوں میں سیب' آلو اور پیاز ایران سے درآمد کرنے کی پالیسی پر نظرثانی کرے۔ واقعی اس سے مقامی منڈی متاثر ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کے لئے صوبائی حکومت بلوچستان اگر وفاقی حکومت سے سفارش کرے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

سردار محمد اختر مینگل :- اگر ایوان مجھے اس بات کی اجازت دیتا ہے تو میں اپنی اس تحریک التواء کو قرارداد کی صورت میں پیش کروں؟

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آبپاشی) :- جناب اسپیکر۔ اس سلسلے میں ایک قرارداد میرے خیال میں ہم نے پہلے بھی منظور کرکے اور ریکمنڈ کرکے وفاقی حکومت کو بھیجی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ایران فروٹس اور ویجیٹیبلز جو ان دنوں میں یہاں آتے ہیں ان کی وجہ سے ہماری علاقائی پیداوار کے ریٹس اثرانداز ہوتے ہیں اور اپنے ساتھی ہاشمی صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں صوبائی حکومت ڈائریکٹ اس معاملے کو فیڈرل حکومت کے ساتھ اٹھائے کیونکہ قرارداد پہلے ہی اس ایوان سے منظور کرائی جاچکی ہے۔ یہ اسمبلی قرارداد پاس کرچکی ہے بلکہ اب اس معاملہ ڈائریکٹ لیول پر وفاقی

حکومت کے ساتھ اٹھانا چاہئے۔ اس میں تو ایران کا سراسر فائدہ ہے جب کہ ہمارے علاقائی لوگوں کا بہت نقصان ہے۔ حقیقت میں ایران کو ہمارے پنجاب کا سٹیریس فروٹس بر آمد کیا جاتا ہے۔ اصل معاہدہ تو یہ ہے لیکن ایران سے جو مال آتا ہے اس سے ہمارے لوگوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ لہذا میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ اب تحریک التواء یا قرارداد سے معاملہ حل نہیں ہوگا بلکہ صوبائی حکومت کو ڈائریکٹ یہ معاملہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ٹیک اپ کرنا چاہئے۔ لہذا اسے وفاقی حکومت کے ساتھ ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب اسپیکر :- خان صاحب۔ قرارداد میں بھی تو یہی ہوتا ہے اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے اب یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اس معاملے میں وفاقی حکومت سے رجوع کیا جائے۔ اسی لئے اس تحریک التواء کو قرارداد کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر :- اب سوال یہ ہے کہ تحریک التواء نمبر ۴ کو قرارداد کی صورت میں تبدیل کیا جائے؟ تحریک التواء نمبر ۴ قرارداد کی صورت میں تبدیل کی جاتی ہے۔ قرارداد پر کوئی بحث؟

جناب اسپیکر :- اب سوال یہ ہے کہ قرارداد منظور کی جائے؟

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر :- مشترکہ قرار داد نمبر ۶۸ منجانب سردار اختر مینگل اور مولانا عبدالباری۔ سردار اختر مینگل قرارداد نمبر ۶۸ پیش کریں۔

سردار محمد اختر مینگل :- یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ میں حالیہ بارشوں اور سیلابوں کی وجہ سے قلات، مستونگ، خضدار، نصیر آباد، جھل مگسی اور پشین اضلاع کے عوام کے مکانات، مال مویشیوں، کھڑی فصلوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ لہذا

مذکورہ بالا اضلاع کو آفت زدہ علاقے قرار دے کر وہاں کے عوام کی بحالی کے لئے فوری طور پر خصوصی گرانٹ کا اعلان کیا جائے۔

جناب اسپیکر :- قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ میں حالیہ بارشوں اور سیلابوں کی وجہ سے قلات، مستونگ، خضدار، نصیر آباد، جھل مگسی اور پشین اضلاع کے عوام کے مکانات، مال مویشیوں، کھڑی فصلوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا اضلاع کو آفت زدہ علاقے قرار دے کر وہاں کے عوام کی بحالی کے لئے فوری طور پر خصوصی گرانٹ کا اعلان کیا جائے۔

جناب اسپیکر :- سردار صاحب آپ اس پر اظہار خیال کریں۔

سردار محمد اختر مینگل :- اس میں میرے خیال میں ایک ترمیم کرلیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- جناب میرے خیال میں ایک ایڈیشن ژوب کا ہونا چاہئے۔ اس میں ہرنائی اور لورالائی میں بھی بہت واش آؤٹ ہوئے ہیں اس میں ان ناموں کو بھی شامل کرکے سب کو اکٹھا کرلیں۔

عبید اللہ بابت (وزیر محنت) :- قائد حزب اختلاف سے ہمیں یہ گلہ ہے کہ انہوں نے کچھ علاقوں کو چھوڑ دیا ہے اس میں خاص کر لورالائی ان کو یہ کرنا چاہئے تھا لورالائی میں جتنے نقصانات ہوئے ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- ہمیں کم از کم پانچ تو یاد ہیں آپ کو ایک بھی یاد نہیں آیا۔

عبید اللہ بابت (وزیر) :- ہمیں سب یاد ہیں۔ اس میں ژوب ہے اور خاص کر ہرنائی اور ہرنائی میں جتنا نقصان اس مرتبہ ہوا ہے اور وہاں پر ژالہ باری بھی بہت زیادہ ہوئی ہے۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا۔ اس میں یہ ترمیم لائی جائے کہ تمام وہ اضلاع جن میں بارشوں سے نقصانات ہوئے ہیں آفت زدہ قرار دیئے جائیں۔

جناب اسپیکر :- قرارداد میں ایک ترمیم ہے کہ بلوچستان کے ان تمام اضلاع کے بجائے مخصوص اضلاع کے نام کے جن کو حالیہ سیلابوں سے نقصان پہنچا ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ ترمیم قرارداد میں شامل کی جائے۔

(ترمیم قرارداد میں شامل کی گئی)

جناب اسپیکر :- اب سوال یہ ہے کہ آیا قراداد منظور کی جائے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر :- سید شیر جان بلوچ صاحب قرارداد نمبر۶۹ پیش کریں کیونکہ قرارداد کا محرک موجود نہیں ہے۔ اگر انہوں نے تحریری طور پر کسی اور کو قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی ہے تو وہ پیش کرے اور انہوں نے کسی اور کو اتھورائز authorise نہیں کیا ہے لہٰذا قرارداد Lapse ہوجاتی ہے۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر آبپاشی) :- جناب والا! یہ فوری اہمیت کا معاملہ ۔ہے وہ اگرچہ نہیں ہیں ان کے کوئی اور ساتھی اس قرارداد کو پیش کرے یہ معاملہ کافی عرصے سے پینڈنگ میں ہے اور بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔

جناب اسپیکر :- خان صاحب ہمارے رولز آف پروسیجر میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے جب تک وہ محرک خود کسی کو اتھورائز نہ کرے ہم اس قرارداد کو ہاؤس میں نہیں لاسکتے ہیں۔

جناب اسپیکر :- قرارداد نمبر۷۱ مولانا عبدالواسع صاحب پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب اسپیکر! قلعہ سیف اللہ کو ضلع

کا درجہ دینے کے بعد ضلعی دفاتر کی تعمیر کے لئے حکومت بلوچستان نے پولٹیکل ایجنٹ کے ذریعے قوم موسیٰ زئی سے ایک اقرار نامہ کے تحت دو سو ایکڑ زرعی زمین خریدی اس اقرار نامہ کے تحت مبلغ نولاکھ روپے جون ۱۹۸۹ء تک ادا کرنے تھے۔ مگر عرصہ تقریباً" سات سال گزرنے کے باوجود یہ رقم ابھی تک ادا نہیں کی گئی۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اس اقرار نامہ کی روشنی میں مذکورہ رقم فوری طور پر ادا کی جائے۔

جناب اسپیکر :- قرارداد یہ ہے کہ قلعہ سیف اللہ کو ضلع کا درجہ دینے کے بعد ضلعی دفاتر کی تعمیر کے لئے حکومت بلوچستان نے پولٹیکل ایجنٹ کے ذریعے قوم موسیٰ زئی سے ایک اقرار نامہ کے تحت دو سو ایکڑ زرعی زمین خریدی اس اقرار نامہ کے تحت مبلغ نولاکھ روپے جون ۱۹۸۹ء تک ادا کرنے تھے۔ مگر عرصہ تقریباً" سات سال گزرنے کے باوجود یہ رقم ابھی تک ادا نہیں کی گئی۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ اس اقرار نامہ کی روشنی میں مذکورہ رقم فوری طور پر ادا کی جائے۔

جناب اسپیکر :- مولانا عبدالواسع آپ اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

مولانا عبدالواسع :- جناب اسپیکر قلعہ سیف اللہ کو ضلع کا درجہ دینے کے بعد وہاں کے لوگوں کی اور وہاں کے قبائل کی جو زمینیں تھیں حکومت بلوچستان نے پولٹیکل ایجنٹ کے ذریعے ان سے ایک اقرار نامہ کیا اور انہوں نے دو لاکھ روپے ادا کردیئے۔ میں نے قرارداد میں یہ اقرار نامہ تحریر بھی کیا تھا لیکن انہوں نے نہیں ...... یہ اقرار نامہ میرے پاس موجود ہے کہ دو لاکھ روپے ادا کردیئے اور باقی پیسے ۱۹۸۹ء تک ادا کرنے تھے۔ جناب اسپیکر وہاں کے لوگوں نے یہاں حکومت بلوچستان سے بار بار رابطوں اور بار بار ملاقاتوں اور حتیٰ کہ چیف منسٹر صاحب سے بھی بات ہوئی اور گورنر صاحب سے بھی بات ہوئی تھی اور اعلیٰ

حکام سے بھی بات ہوئی تھی۔ ان لوگوں کو' ان غریبوں کو' ان یتیموں کو اپنا حق ابھی تک نہیں ملا ہے۔ لہٰذا جناب سے اور پورے معزز ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ ان یتیموں اور غریب اور بیچاروں کی زمین اور حصہ موجود ہے لہٰذا حکومت بلوچستان پوری طرح یہ باقی ماندہ نولاکھ روپے ادا کردیں یہ اتنی رقم نہیں ہے لیکن وہاں کے لوگوں کا اس رقم سے بہت فائدہ ہوگا۔ جناب اسپیکر' ان کی اپنی زمین ہے۔ حکومت نے ان سے ایگریمنٹ کیا تھا اور دو لاکھ روپے بھی ادا کردیئے اگر حکومت نے دو لاکھ روپے ادا نہیں کئے ہوتے تو ٹھیک تھا باقی ماندہ پیسوں کے لئے حکومت کیا جواز رکھتی ہے۔ اس نے سات سال گزرنے کے باوجود اس رقم کو روکے رکھا ہے۔ لہٰذا میں اس معزز ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ قرارداد پاس کرکے ان غریبوں کو ان کا حق دیا جائے۔

جناب اسپیکر :- وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی۔ کوئی بھی حزب اقتدار سے۔

مسٹر جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) :- جناب مولانا صاحب کی قرارداد تو بری نہیں ہے لیکن سمجھ یہ نہیں آتی ہے کہ جس وقت مولانا صاحبان خود حکومت میں تھے اور مولانا عصمت اللہ جو اس حلقہ سے تعلق بھی رکھتے تھے وزیر خزانہ بھی رہے اور وزیر پی این ڈی بھی رہے اور یہ ان ہی کی ذمہ داری ہے تھی کہ اس وقت انہیں رقم دیتے اور نہ اس کے بعد ہمارے نوٹس میں ایسی کوئی بات لائی گئی ہے ورنہ ہمیں ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کیوں ادا نہیں کئے گئے۔ پچھلے سال تو وہ بھی وزیر تھے۔ دو سال پہلے بہرحال کوئی ایسی بات ہے تو۔

مولانا عبدالواسع :- قرارداد پاس ہوئی ہے لیکن مولانا عصمت اللہ صاحب وزیر خزانہ تھے۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد پی این ڈی کے منسٹر تھے اور یہ کہ کئی وعدے کئے آج دیں گے کل دیں گے۔ سات سال اس میں گزر گئے اور ابھی تک یہ رقم نہیں ملی ہے۔ مولوی عصمت اللہ صاحب نے نہیں دی جس نے بھی نہیں دی ہے لیکن ان لوگوں کا تو

حق ہے اگر ایوان ان کا حق مانتا ہے تو انہیں یہ رقم دینی چاہئے اور جس نے بھی یہ حق نہیں دیا تو اچھا نہیں کیا ہے اب جو دینا چاہے وہ دے دے۔

جناب اسپیکر :- ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) :- جناب میرے خیال میں کافی عرصہ سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے کہ گورنمنٹ نے ایک دفعہ ایگریمنٹ کیا اور اگر ۱۹۸۹ء سے اس کی ڈی ویلیویشن کو مدنظر رکھا جائے تو ویلیو ایک مرتبہ تین پیسے بھی نہیں رہ گئی۔ یہ بار بار آتے رہے ہم نے بھی اس میں کوشش کی ہے۔ ڈی سی اور کمشنر صاحبان نے زبانی ہم سے ایگری بھی کیا کہ یہ رقم ہم دیں گے۔ لیکن پتہ نہیں کوئی فنڈ موجود ہے یا نہیں اس کی destribution میں مسئلے ہیں ان کو پیسے ملتے ہیں۔ ویسے بھی ان کے پیسے آدھے ہوگئے ہیں ہم اس کی تائید کرتے ہیں کہ ان کے پیسے ملنے چاہئیں۔

جناب اسپیکر :- کوئی اور معزز رکن اس پر بات کرنا چاہے یا حکومت کی جانب سے کوئی سیکورٹی Sequerty دی جائے تو؟

سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد منظور کی جائے؟

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر :- نواب عبدالرحیم شاہوانی صاحب اپنی قرارداد نمبر ۲۷ پیش کریں۔

نواب عبدالرحیم شاہوانی :- یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ چونکہ قومی شاہراہ کوئٹہ سے کراچی جو لکپاس پہاڑی پر سے گزرتی ہے اس پر آئے دن گاڑیوں کو حادثات پیش آتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کروڑوں روپے کے نقصانات کے علاوہ قیمتیں جانیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا اس شاہراہ کی کشائی (درستگی) کے لئے وفاقی حکومت فوری اقدامات کرے تاکہ جانی و مالی نقصانات کا

مستقل طور پر سدباب ہو سکے۔

جناب اسپیکر :- قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ چونکہ قومی شاہراہ کوئٹہ سے کراچی جو لکپاس پہاڑی پر سے گزرتی ہے اس پر آئے دن گاڑیوں کو حادثات پیش آتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کروڑوں روپے کے نقصانات کے علاوہ قیمتیں جانیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا اس شاہراہ کی کٹائی (درستگی) کے لئے وفاقی حکومت فوری اقدامات کرے تاکہ جانی و مالی نقصانات کا مستقل طور پر سدباب ہو سکے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد منظور کی جائے؟

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب اسپیکر :- قرارداد نمبر ۴۳ مولانا عبدالباری صاحب پیش کریں۔

مولانا عبدالباری :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۵ء کو کچلاک میں انتظامیہ نے اشتعال انگیز کارروائی کر کے مقامی قبائل کی زمینات پر تعمیر شدہ لوگوں کے دکانوں کو مسمار کر دیا اور کئی افراد کو بلاجواز گرفتار کیا گیا۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اس معاملے کی فوری طور پر تحقیقات کرائے اور گرفتار شدگان کو جلد از جلد رہا کرنے کے احکام صادر کرے۔

جناب اسپیکر :- قرارداد یہ ہے کہ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۵ء کو کچلاک میں انتظامیہ نے اشتعال انگیز کارروائی کر کے مقامی قبائل کی زمینات پر تعمیر شدہ لوگوں کے دکانوں کو مسمار کر دیا اور کئی افراد کو بلاجواز گرفتار کیا گیا۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اس معاملے کی فوری طور پر تحقیقات کرائے اور گرفتار شدگان کو جلد از جلد رہا کرنے کے احکام صادر کرے۔

جناب اسپیکر :- مولانا صاحب آپ اس کی ایڈمیزایبلٹی کے متعلق بیان کریں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر ایک تو اس قرارداد کی دو شق ہیں۔ ایک وہی بات ہے جو کچلاک کے مقامی لوگ آباد کار ہیں۔ ان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کردیا اور ۲۱ ستمبر کو میں نے خود کمشنر صاحب سے بات کی تو کمشنر صاحب نے یقین دہانی کروائی کہ ہم یہ کارروائی معطل کریں گے۔ جب تک ہم ماحول اور حالات سازگار نہیں بنائیں اس وقت تک ہم کارروائی نہیں کریں گے۔ یقین دہانی کے بعد جب یہ لوگ کچلاک پہنچ گئے تو وہاں پر انتظامی افسران کھڑے تھے۔ یہ مذاکراتی ٹیم جو تیس افراد پر مشتمل تھی اسی ٹیم اور انتظامیہ کے درمیان بات چیت ہو رہی تھی۔ عین بات چیت کے دوران انتظامیہ نے انہی افراد کی زمینوں پر قبضہ کرکے انہیں گرفتار کیا پھر کینٹ تھانے اور بعد میں جیل لے گئے تو یہ ایک تنازعہ میں سمجھتا ہوں عوام اور انتظامیہ کے درمیان ہے جو ایک پرانا تنازعہ ہے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں جو اسی قرارداد کا پہلا شق ہے تو میرا خیال ہے رہائی ہوئی ہے لیکن جہاں تک دوسری شق کا تعلق ہے کہ مسئلے کی جو جڑ اور بنیاد ہے بلا پیوہ وہ زمین کی ملکیت کیونکہ کہ یہ کس کی ملکیت بنتی ہیں۔ آیا گورنمنٹ کی ملکیت ہیں یا آبادکار جو آس پاس ہیں جس کے خسرے کے نزدیک زمین ہے اس کی ملکیت بنتی ہے تو اس پر اسمبلی بحث بھی کرے پہلے بھی اس پر بحث ہوئی تھی اور کمیٹی بھی بنی تھی جس میں ملک سکندر خان ایڈووکیٹ تھے جو اس وقت کے اسپیکر تھے اور نواب اسلم رئیسانی جو اس وقت وزیر خزانہ تھے اس وقت کمیٹی نے فیصلہ اور رپورٹ تیار کرلی تھی کہ جو بلا پیوہ زمینیں ہیں جس کا بندوبست میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ دو بندوبستیں ہوتی ہیں پہلا بندوبست جو ہے ۱۹۰۱ء میں اور دوسرا بندوبست ۴۱-۱۹۴۵ء میں ان دونوں بندوبستوں میں ایسی بلا پیوہ زمینیں جو نہ صرف کچلاک بلکہ تحصیل ہیڈکوارٹر کے ساتھ ساتھ اور ہماری معلومات کے مطابق یہ تنازعہ سوئی اور ڈیرہ بگٹی میں بھی چل رہا تھا تو اس پر مختلف ادوار میں باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ اور انگریزوں کے دور سے آج تک یہ زمینیں

مقامی قبائل کی وراثت میں تھیں۔

جناب اسپیکر :- SAHIB NO GROZINGIN IN THE HOUSE JAFFAR

مولانا عبدالباری :- اور ان کی ملکیت سمجھی تھی میں سمجھتا ہوں یہ ایک روایتی ملکیت کو عدالت نے اس وقت قانونی ملکیت بنایا ہے اور جب مقامی آباد کار یہاں پر انہوں نے مکان وغیرہ نہیں بنایا تھا اس سے ایسی زمینوں پر چراگاہیں وغیرہ بنائی تھیں تو اس وقت یہ تنازعہ چل رہا تھا پھر پانچ چھ سال سے اس تنازعہ میں کچھ شدت بھی ہوگئی اور اس پر کمیٹی بھی تشکیل دی گئی اور اس نے رپورٹ تیار کی ہے پھر بعد میں ایک اور کمیٹی تشکیل دی گئی تو ہم سمجھتے ہیں جو دنیا کے قوانین چاہے قبائل ہیں چاہے اس وقت انگریزوں کے وراثت کے حوالے سے' چاہے شرعی حوالے سے (عربی) یعنی

"جس نے زمین کو آباد کیا وہ اس کی ملکیت بنتی ہے۔" تو میں سمجھتا ہوں یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ یہ نہ صرف کچلاک کا مسئلہ ہے بلکہ سراب کا چشمہ اچوزئی کا۔ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ یہ تنازعہ کب تک چلے گا ہمارے حکمران ہماری حکومت کیوں اتنی غافل ہے۔ ان لوگوں کے پاس رپورٹیں اور ریونیو کے ۱۹۸۸ء کے ریکارڈ میں ریونیو نے یہ فیصلہ دیا ہے۔ یہ قبائل کی ملکیت بنتی ہے جب روایتی ملکیت بھی قبائل کی ہے اور قانونی ملکیت بھی قبائل کی بنتی ہے اور ایسی بلا بیہودہ زمین ہیں جس کا بندوبست میں کوئی ذکر نہیں جس کا عام طور پر جس کا ایک حوالہ طارق صاحب نے بھی دیا ہے کہ قبائل کی زمینیں جو ان کا تقسیم کار ہوتا ہے وہ خسرہ نمبر کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے اور شاملات میں جس کا ذکر ہو اس کی ملکیت بنتی ہے تو یہ مسئلہ کچلاک میں ہوا تھا پھر کسی جگہ میں بھی کھڑا ہوگا اس سے امن و امان کو بھی خطرہ ہے تو ہماری جو انتظامیہ اور گورنمنٹ ہے وہ اپنے لئے آپ کے لئے مسئلہ نہ کھڑا کرے۔ یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ یہ حل کرے جب تک اس کی بنیاد جڑ سے نہ نکال دیں ان تنازعات اور جو

چیزیں ہیں جراثیم پیدا ہوسکتے ہیں یہ مسئلہ ہے یہ اہمیت کا مسئلہ ہے اور ایوان کے تمام ممبران نے اس کو دیکھا ہوگا سب قبائل کے لوگ ہیں اور اکثر زمیندار بھی ہیں جو زمین کی چیزوں' ملکیت کی چیزوں سے بھی وابستہ ہیں۔ اس بارے میں یہ قرارداد ہے اور اس بارے میں پہلی رپورٹ اور سارا مواد موجود ہے۔ اس قرادادپر فیصلہ کریں اور گورنمنٹ اس بارے میں دلچپی لے اور حکومت کے لئے ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے معاملات میں دلچپی کی توفیق دے۔

جناب اسپیکر :- وزیر ریونیو۔

محمد ایوب بلیدی (وزیر ریونیو) :- جناب اسپیکر جہاں تک کچلاک کی زمینوں کے بارے میں مولانا صاحب کی قرارداد کا تعلق ہے تو ہمارے کوئٹہ ڈویژن میں اس ایریا میں ۱۹۳۵ء میں ایک سیٹلمنٹ ہوئی ہے اور اس سیٹلمنٹ میں یہ زمینیں اسٹیٹ یعنی سرکار کی ملکیت میں درج کی گئی ہیں تو مولانا صاحب نے ایک تلاوت پڑھی ہے الاٹمنٹ کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ اگر کسی کو کوئی زمین چاہئے ہوتا ہے پبلک کو زرعی یا رہائش کے لئے زمین کی ضرورت ہوتی ہے اس کی ہمارے ہاں ایک پالیسی ہے اس پالیسی کے تحت اپلائی کریں۔ اگر کوئی کسی کی جگہ پر قبضہ کرے اور مولانا صاحب ایک آیت پڑھ کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیں تو میرے خیال میں سرکار اپنی زمینوں کو اس طرح نہیں دے سکتا۔ تو یہ ۱۹۳۵ء میں جب سیٹلمنٹ ہوئی یہ زمینات سرکار کے نام درج ہے ریونیو رکاوٹیں موجود ہیں۔ جہاں تک مولانا صاحب نے کہا کہ ۸۸ء میں جیسا کہ مولانا صاحب نے کہا کہ یہ زمینیں ٹرائیب کو دی گئی ہیں۔ یہ ہمارے ریکارڈ میں موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے انکروچ منٹ Encroachment کی ہے سرکاری زمینوں پر قبضہ کیا گیا اور ایڈمنسٹریشن نے اس کو اطلاع دی اور انتظامیہ نے جا کر بلڈوزر چلایا تو انہوں نے اس پر مزاحمت کی۔ انہوں نے ریزسٹ Resist کیا بعد میں کچھ لوگ گرفتار ہوئے پھر ان کو رہا کیا گیا تو اگر کسی کو زمین چاہئے اس

کے لئے ایک طریقہ کار ہے اس پالیسی کے تحت اگر کسی کو زمین چاہئے اگر اس کا حق بنتا ہے تو یقیناً" حکومت ان کو دے گی اور جس طرح مولانا صاحب نے فرمایا ہے ہم Policy کے Against نہیں جاسکتے ہیں۔ البتہ پالیسی کے متعلق کچھ وہ ہیں چیف منسٹر بیٹھے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ان سے ڈسکس کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں پالیسی کا جو طریقہ کار بنایا گیا ہے الاٹمنٹ کا وہ ریزیڈنشل ہو چاہئے ایگریکلچر۔ اس میں یہ کلیئر کٹ موجود ہے کہ ستر فیصد آفیشل Official پرپز کے لئے گورنمنٹ پرپز رنمٹپرپز کے لئے' تیس فیصد پرائیویٹ پرپز کے لئے ہے اور ریزیڈنشل کا ہے اور ایگری کلچر کا یہ ہے میں مکران ڈویژن کا ہوں مجھے کوئٹہ ڈویژن میں اراضی دیجائے اور جو کوئٹہ ڈویژن کا رہنے والا ہے اس کو قلات ڈویژن میں' یہ درست نہیں ہے۔ اس کو حق نہیں پہنچتا کہ وہاں پر اس کو ایگریکلچر زمین دے تو یہاں پر پالیسی کے برخلاف بھی کافی الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ مطلب ۸۸۔۱۹۸۹ء کی میں بات کرتا ہوں۔ بہت سارے الاٹمنٹ ہوئی ہیں جو پالیسی کے برخلاف ہوئی ہے۔ پہلے میں یہ بات چیف منسٹر کے نوٹس میں لایا ہوں اور اس ایوان کے۔ جناب اسپیکر آپ کے توسط سے میں کہتا ہوں کہ جو الاٹمنٹ پالیسی کے خلاف ہوئی ہے ان کو کینسل کرنا چاہئے اور میں نے کہا کہ میں ان کو کینسل کروں گا اور چیف منسٹر صاحب کو چاہئے کہ وہ اپنی حکومت کو اور ایڈمنسٹریشن کو ہدایت کرے جو پالیسی کے تحت ان کو ریونیو ڈیپارٹمنٹ اس کو کینسل کرے گا تو وہ اس کے قبضہ کو خالی کرے تو پالیسی کی برخلاف بہت سے الاٹمنٹ ہوئی ہیں اور جو کوئٹہ کا ہے وہ بے زمین ہے۔ حق دار ہے اب بھی ہم اس کو سولہ ایکڑ دے سکتے ہیں اور بارانی بتیس ایکڑ۔ لیکن یہاں ہمارے ریکارڈ میں موجود ہے کہ کوئٹہ ڈویژن کے لوگوں کو قلات میں بھی زمینیں دے دی گئی ہے اور قلات کے لوگوں کو کوئٹہ میں دی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پالیسی کے برخلاف ہے۔ یہ سراسر غلطی ہے۔ اگر کہتے ہیں کہ پالیسی غلط ہے تو پالیسی کو روائیز کریں یا جو پالیسی کے برخلاف الاٹمنٹ ہوئی ہیں اس کو کینسل کیا جائے۔ ایک تو یہ ہے دوسری جہاں تک ریزیڈنشل کی بات ہے اگر کسی نے انفرادی طور پر اپلائی کی ہے اپنے گھر بنانے کے لئے اس کو ہم نہیں دے سکتے ہیں وہ انتظار

کرے کہ ہاؤسنگ اسکیم بنے اور اس اسکیم کے تحت اپلائی Apply کرے۔ تو لوگوں کے لئے ابھی زمین بچی ہی نہیں ہے۔ کچھ قبیلوں نے قبضہ کیا ہے جیسا کہ مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ لوگ تقریبا" قبضہ کر رہے ہیں۔ ایسی زمین ٹاؤن ایریا میں بچی نہیں ہے اگر ہم اسکیم بنائیں اور اسکیم کے تحت لوگوں کو دے دیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ پالیسی بنائی ہے پالیسی میں جو سورس ایبل ہیں یا وہ لوگ جن کا اثر و رسوخ ہو انکو مل سکتا ہے جو لوگ غریب ہیں جن کا کوئی اپروچ نہیں ہے جن کا کوئی اثر و رسوخ نہیں ہے۔ ان کو شیئر کے لئے ہماری پالیسی کے تحت کوئی زمین نہیں مل سکتی ہے۔ میں اسمبلی کے ذریعے چیف منسٹر کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ اگر انفرادی طور پر کسی نے اپلائی کی ہے ہم سمجھتے ہیں ان کا کوئی گھر نہیں۔ کوئی شیئر نہیں ہے۔ ان کو ملنا چاہئے ان کو دینا چاہئے۔ مولانا صاحب یا اگر کسی کو اعتراض ہے کہ اسٹیٹ کے نام پر ہیں۔ ۴۵-۱۹۴۱ء کے سیٹلمنٹ کے تحت ابھی وہ لوگ ان کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ رپوٹ ہے واقعی وہ ٹرائب کی ملکیت ہیں۔ ان کی ملکیت ہیں تو کورٹس میں عدالت میں جاسکتے ہیں لہٰذا میں مولانا صاحب کی قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر کچھ ایسی چیزیں ہیں جو وضاحت طلب ہیں جو میں نے پڑھی ہے وہ حدیث ہے آیت نہیں ہے۔ دوسری بات جو وہ پالیسی بتا رہے ہیں وہ الاٹمنٹ کی پالیسی ہے میں سمجھتا میں یہ جو بلا پیودہ زمینیں جن کا بندوبست میں یا سرکاری ملکیت کا اظہار کرنے کا کوئی ذکر ہے نہیں بلکہ ۱۹۸۸ء میں یہ فیصلہ ہوا تھا مارشل لاء کے دور حکومت میں حکومت نے پولٹری فارم کے لئے زمین لی تھی۔ لوگوں نے عدالت میں جاکر اپیل دائر کی تھی تو حکومت نے ان کو زمین واپس کردی۔ جہاں تک یہ بات ہے کچلاک کے لوگوں کو انتظامیہ نے پہلے اطلاع دی ہے وہ ذرا اطلاع کاپی تو دکھائیں۔ ڈپٹی کمشنر نے یہ اطلاع دی ہے یا پولیس نے یا تحصیل دار نے یا آسمان کے فرشتے جن یا کسی اور مخلوق نے اطلاع دی ہے۔

زراعت کا وہاں پر رہائش کا مسئلہ ہے۔ لوگوں نے اپنے لئے مکانات بنائے تھے ایک تو زراعت کا ہوتا ہے جس طرح اور علاقوں میں بھی ہوتا ہے اور جہاں تک وزیر صاحب نے قبضے کی بات کی۔ ہے کہ میں اس کی بھی مذمت کرتا ہوں۔ ایک آدمی کے پاس رہائش کا کوئی مکان نہیں۔ جھونپڑی میں وہ سو رہا ہے دوسرا بنگلوں میں اپنے ناجائز قبضوں میں۔ تو میں ایسے ناجائز قبضہ گروپوں کی بھی مذمت کرتا ہوں اور جناب اسپیکر میں وزیر صاحب سے گزارش کرتا ہوں آپکے توسط سے وہ اس مسئلے کا مطالعہ کریں۔ ہمارے پاس مطالعہ کے لئے مواد ہے۔ اس کے لئے وزیر بلدیات صاحب۔ وزیر قانون صاحب یہ ایک مسئلہ ہے۔ یہ ایک معمولی مسئلہ نہیں رہائی کا مسئلہ نہیں ہے کچلاک کا مسئلہ نہیں کسی قوم کا نہیں کاکڑ کا نہیں یا کسی قوم کا نہیں بلکہ یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ سوئی میں بھی کھڑا ہوا تھا یہ مسئلہ کسی اور جگہ بھی کھڑا ہو سکتا ہے ناجائز جہاں تک ہے ہر جگہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ آج یہ زیارت کا مسئلہ ہے۔ آج زیارت اسکول کا وفد ہمارے پاس آیا تھا وہ بتا رہے تھے کہ ہماری جو زمینیں ہے انتظامیہ وہاں کسی اور کو الاٹمنٹ دے رہی ہے اور بہانے یہ بنا رہی ہے کہ ہمارے بزرگان نے۔ بزرگ کے معنی جو بوڑھے لوگ ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم نے بوڑھوں سے لیا ہے۔ جب ہم بوڑھوں کے پاس جاتے ہیں بوڑھے انکار کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر ایسی عیاشی کے لئے زیارت میں قبضہ کرتے ہیں تو یہ ایسی چیزیں ہیں وزیر صاحب کے علم میں ہے۔ انکے پاس فائل پڑی ہوئی ہے وہ مجھے بتا رہے تھے کہ اس پر فیصلہ بھی ہوا ہے۔ اس بارے میں کمیٹی نے پہلے بھی سفارش کی ہے ریونیو بورڈ جو بھی کرے ہم بھی ان چیزوں سے واقف ہیں۔ ریونیو بورڈ نے بھی فیصلہ دیا تھا ۱۹۲۸ء میں کہ بلا پیمودہ زمین قبائل کی بھی ہے۔ پھر رواجی طور پر دیکھیں قانونی طور پر دیکھیں، شرعی طور پر دیکھیں ہم اس سے انکار بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

نواب ذالفقار علی مگسی (قائد ایوان):- جناب اسپیکر! جہاں تک زمینوں کی الاٹمنٹ کا تعلق ہے اگر ہم اس پالیسی کو دیکھیں اگر اس میں کوئی خامیاں ہیں تو ان کو روائیز کرلیں گے۔ جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے اور بلا پیمودہ زمینوں کا مسئلہ ہے کل

میں یہ کہہ دوں کہ میں یہاں قرارداد لے آتا ہوں ہماری تین لاکھ ایکڑ زمین جھل مگسی میں سرکار کے نام پر چلی گئی ہے تو شرعی لحاظ سے وہ کہتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے۔ پھر مجھے وہ تین لاکھ ایکڑ زمین واپس ملنی چاہئے۔ مولانا صاحب کیا صحیح ہے؟

مولانا عبدالباری :- اگر آپ مسئلہ پوچھتے ہیں تو آپ ہمارے مسجد میں استفسار بھجوادیں ہم بتادیں گے۔ آپ بھی اللہ کے فضل سے مسئلہ پر آگئے ہیں۔

قائد ایوان :- جناب اسپیکر! یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے یہ ہمارے لئے مشکلات پیدا کردے گا۔ یہاں اتنے بہت سے زمیندار ہیں جن کی لینڈ ریفارمز میں زمینیں چلی گئی ہیں۔ ۵۸ء میں گئیں۔ ۷۶ء میں بھی گئی۔ یہ سارے لوگ تو کلیم کرنا شروع کردیں گے کہ ہماری زمین سرکاری لے گئی ہے۔ ہمیں واپس کرو کیا ہم یہ چیز کرسکتے ہیں تو جس کا بھی کوئی اعتراض ہے کوئی کلیم کرتا ہے یہ میری ہے کورٹ کے دروازے کھلے ہیں وہ اپنا وکیل کرے اور اپنا کلیم کرے۔ اگر ہم قرارداد سے کہتے ہیں کہ یہ جس کی زمینیں ہیں قبائل کی ہیں سرکار کی ہیں واپس کرو۔ یہ حکومت کے بس کی بات نہیں ہے اس کو ایمپلیمنٹ Amplement ہی کوئی نہیں کرسکے گا۔ یہ انفرادی طور پر جس کا کلیم بنتا ہے وہ عدالت سے رجوع کرے۔ اپنی زمین اور اس قرارداد کے متعلق میری تجویز یہ ہے سب دوستوں سے کہ وہ اس کو نامنظور کریں اور اگر کوئی انفرادی مسئلہ ہے وہ اپنا انفرادی مسئلہ کورٹ میں لے جائے اور حل کرے۔

جناب اسپیکر :- نواب عبدالرحیم شاہوانی۔ مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

نواب عبدالرحیم شاہوانی :- جناب اسپیکر میں بھی کچھ اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارا ایک کیس وفاقی حکومت کے ساتھ چل رہا ہے۔ ہماری کچھی میں لاکھوں ایکڑ زمین جاگیردار کے نام کردی گئی۔ حالانکہ ہم نے اس کے لئے لاکھوں ثبوت پیش کئے گواہ پیش کئے ہمارے مزارعین ہیں سب کچھ ہیں لیکن اس اراضی کو ضبط کیا جاچکا ہے۔ یہاں پر

آپ کو بھی معلوم ہے آپ بھی سراب میں رہتے ہیں۔ ہزارہ گنجی سے لے کر سراب۔ برما تک اور اس پہاڑ تک یہ سب شاہوانی کا ہے۔ ۱۹۴۵-۴۱ء میں' میں چھوٹا تھا وہاں یہ سیٹلمنٹ Settlement ہوئی ہے۔ یہ بالکل ہمارے نام پر تھی۔ شاہوانی کے نام پر تھی۔ لیکن ان کو بنجر کرکے سرکار کے نام کردیا گیا۔ مولانا صاحب کی بات غلط نہیں ہے۔ یہاں قبائل کی زمینیں ہیں۔ اگر سیٹلمنٹ Settlement میں ان کو اپنے طور پر اپنے نام' یا سرکاری کے نام کرے تو اس میں زمینداروں کا کوئی قصور نہیں ہے وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کو کیا پتہ ہے یہ کس کے نام پر ہورہا ہے۔ اگر اس طرح کیا جائے کہ جیسے مولانا صاحب کررہے ہیں کچلاک میں ہوا ہے سراب میں ہوگا جیسا کہ مولانا صاحب ڈپٹی کمشنر تھے وہاں جاکر کیا کیا ہے۔ حالانکہ ان کا پانی منظور' بجلی منظور' انکے جاری ان کے مکان کرادیئے اس سے آپ کو بھی علم ہے سب کو علم ہے اس طرح تو نہیں ہونا چاہئے۔ ہم کیس بھی کریں گے اور کربھی رہے ہیں۔ ایسے زمینداروں کو نہ لوٹا جائے ہم کہتے ہیں ایسے زمینداروں کو نہ لوٹا جائے ایسے زمیندارون کی زمینیں سرکاری کے نام پر سرکار سے تو کوئی نہیں لڑسکتا ہے۔ ضرور آخر ہم عدالتوں میں جائیں گے لیکن یہ لوگوں کا حق ہے۔ یہاں پر بھی جو زمینیں ہیں لوگوں کی اپنی ہیں اگر وہ پہلے سیٹلمنٹ Settlement نہیں ہوئے اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ سیٹلمنٹ ہوتا ہے تو سرکار کے نام ہوتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں بھی اعتماد میں لینا چاہئے۔ وہ ہماری زمینیں ہیں۔ سب سرکار کے نام جاچکی ہیں۔ اس پر دوسرے لوگ قبضے کرچکے ہیں اور سرکار اس پر قابض ہے اس میں ہم احتجاج کرتے ہیں اس کے متعلق ہمارا کیس بھی ہے۔

جناب اسپیکر :۔ نواب صاحب جو کیس عدالت میں چل رہا ہے اس کو ہم اس ایوان میں زیر بحث نہیں لاسکتے ہیں۔

نواب عبدالرحیم شاہوانی :۔ جی جناب' میں نے صرف ایک یہ حوالہ دیا ہے۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر۔ ایک نقطہ وضاحت پر جیسا کہ کورٹ کا مسئلہ ہے جیسا کہ قائد ایوان صاحب فرمارہے تھے۔ میرے خیال میں جہاں پر قبائل رہائش پذیر ہیں یہ قبائل کی ملکیت بنتی ہیں۔ میں گورنمنٹ کو مشورہ دے رہا ہوں کہ آپ اپنے لئے مسائل پیدا نہ کریں۔ یہ مسئلہ فوری طور پر حل کریں اور جہاں تک کورٹ کا مسئلہ ہے تو جناب اسپیکر ہمارے کچلاک میں جہانگیر آباد' جہانگیر نام ہے جن کی ملکیت ہے انہوں نے قلعے بھی بنائے تھے۔ یہ عدالت میں گیا تھا یہ ان کا سٹے آرڈر ہے۔ آپ کی بدمعاش انتظامیہ جب سٹے آرڈر نہیں مانتی۔ عدالت کو چیلنج کرتی ہے ہم ایسی انتظامیہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔ جناب اسپیکر آپ اس قرارداد کو منظور کریں ورنہ قبائل کو اپنی پروٹیکشن اور اپنے مکانات کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) :- جناب اسپیکر۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا صاحب یہاں بدمعاشی کے الفاظ یہاں ایوان میں استعمال کرتے ہیں۔ اس سے یہاں ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

مولانا عبدالباری :- میں نے بدمعاشی کی مذمت کی ہے۔ ہم شریف لوگ ہیں۔ شرافت کا معنی ہے کہ وہ ہمارے سرپر آکر کھڑے ہوں۔ ہم بھی کچھ کرسکتے ہیں۔ پتہ نہیں جعفر صاحب سو رہے تھے یا کیا کر رہے تھے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) :- جناب جہاں لینڈ کا معاملہ ہے تو اس کے بارے میں حکومت کوئی بھی فیصلہ نہیں کرسکتی ہے نہ میں فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہوں نہ آپ لوگ ہیں نہ کوئی اور کرسکتا ہے جو اسمبلی یہاں بنی ہوئی ہے سرکار کی زمین پر بنی ہوئی ہے اور جولٹن روڈ سول سیکریٹریٹ بنا ہوا ہے وہ بھی سرکار کی زمین پر بنی ہوئی ہے۔ سردست ایک تحریک یا قرارداد کے ذریعے فیصلہ کردینا کہ یہ ٹوٹل سرکار کی ہے یا سرکار کی نہیں ہے کچھ ایسی زمینیں ہیں جیسا کہ مولانا صاحب کہہ رہے ہیں جس پر غلط دعویٰ کیا ہوگا کچھ

ایسی ہی زمینیں ہیں۔ واقعی سرکار کی ہیں اگر ہم اس طریقے سے ایک قراداد کے ذریعے بند دز کردیں تو یہ کل یہ اسمبلی بھی لوگوں کو واپس دینی پڑے گی۔ آپ کو سیکریٹریٹ بھی دینا پڑے گا۔ یہ آفسز بھی دینے پڑیں گے۔ اس طرح وضاحت کئے بغیر کوئی ایک قرارداد لانا یا ایک قرارداد کے ذریعے کوئی گورنمنٹ کی تمام زمینوں سے دستبردار ہونا یہ بھی ناممکن جیسی بات لگتی ہے۔ لہذا بہت ضروری یہ ہے کہ کورٹ آف جسٹس جو ہے لاگو ہے ہر ایک اپنا کیس پیش کرے۔ اپنے ڈاکومنٹ پیش کرے۔ بہترین فیصلہ وہاں سے ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی کورٹ فیصلہ دیتا ہے اور انتظامیہ اس کی خلاف ورزی کرتی ہے وہ بھی خراب بات ہے وہ بھی صحیح بات نہیں ہے حقیقت میں ہم لوگ بھی اس کو کنڈم Condomn کریں گے۔ بلکہ اس کے خلاف دوبار کورٹ میں جانا چاہئے کنٹمپٹ آف کورٹ Contempt of court کیا ہے۔ اس سے سزا ہوسکتی ہے۔ جہاں تک زمین کا تعلق ہے ایک حوالہ سے ٹوٹل سرکار کی ملکیت ختم نہیں کرسکتے ہیں۔ پھر آپ کو ان سب بلڈنگ اور سب پراپرٹی سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ بہتر صورت اس کی ہے کہ مولانا صاحب ہر ایک اپنے انفرادی کیس لے جائے کورٹ میں وہاں ان کو انصاف ملے گا اور کورٹ اس میں مداخلت نہیں کرے گا۔ یہ ہم یقین دہانی کراتے ہیں کہ یہ حکومت قطعاً" یہ آسرا نہیں کرے گی کہ زبردستی کسی کی زمین چھین لے اور اس طرح سے میرے خیال میں قرارداد کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر جہاں تک قرارداد کی وضاحت کی بات ہے اس پر رپورٹ پڑی ہوئی ہے چیف منسٹر کے پاس۔ ریونیو میں رپورٹ ہے۔ پچھلی کمیٹی کا اور جناب اسپیکر ایک بات آپ کے لئے بھی اس دن تحریک التواء قرارداد کی شکل میں منظور ہوگئی۔ جب منظور شدہ چیز ہے آج اس کو دوبارہ ایوان مسترد نہیں کرسکتا۔ قرارداد کو ضرور منظور کرنا ہے۔

جناب اسپیکر :- مولانا صاحب اس دن قرارداد منظور نہیں ہوئی تھی اس دن اس

تحریک التواء کو آج کے دن قرارداد کی شکل کے لئے رکھا گیا تھا۔

مولانا عبدالواسع :- جناب اسپیکر قرارداد تو منظور ہوئی ہے۔ آج جناب اختر مینگل کی تحریک التواء قرارداد کی شکل میں منظور ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ بلوچستان کے حوالے سے بلوچستان کے قبائل کے حوالے سے آج یہ ایوان کوئی فیصلہ کرسکتا ہے۔ کوئی تجویز پیش کرسکتا ہے' کوئی رائے دے سکتا ہے جیسا کہ جعفرخان مندوخیل نے کہا کہ وہ اس پر بحث کرے۔ جو بھی قبائل کی ملکیت ہے وہ بھی حوالہ کرسکتے ہیں اور حکومت کی جو ملکیت ہے وہ بھی حوالہ کرسکتے ہیں تو اس ایوان کے اس نمائندوں کی اس ایوان کی کوئی رائے ہوتی ہے۔ قبائل کے لئے آج یہ ایوان فیصلہ کرے کہ قبائل کی کوئی ملکیت ہے یا نہیں ہے۔ اگر رائے دے سکتے ہیں ایوان میں کرسکتے ہیں عوام کے سامنے کھڑے ہوسکتے ہیں تو ہمارا کیا سروکار ہے۔ آج یہ ایوان رائے دے دے یہ کہ قبائل کی ملکیت ہے یا نہیں ہے۔

مولانا عبدالباری :- جناب آپ تو ہمارے صدر مجلس ہیں۔ اس کے لئے ایک آسان راستہ ہے آپ اس قرارداد کو ایک حساس کمیٹی کے حوالہ کریں جس میں ریونیو منسٹر ہو کوئی اور ہو کیونکہ وہ بھی عوام ہے۔ اگر آپ لوگ ڈرتے ہیں کہ ہمارا سیکریٹریٹ کس کھاتے میں جائے گا۔ ہمارے وزراء محفوظ ہوں گے اور اسمبلی کا کیا ہوگا۔ کچھ نہیں ہوگا انشاءاللہ۔ اس میں فنانس منسٹر بھی ہو اس پر سنجیدہ ہوکر اس میں کمیٹی بنائیں۔ یہ بہتر صورت ہے۔

جناب اسپیکر :- جہاں تک کمیٹی کا تعلق ہے اس کی منظوری بھی ہاؤس ہی دیتی ہے اور جہاں تک خصوصی کمیٹی کا تعلق ہے اور اگر ہاؤس سے قائد ایوان اس کی شیورٹی Shorety ہو تب۔ لیکن اب اس پر بحث ہوچکی ہے۔ اگر کوئی سرکاری بینچوں سے کوئی اس کی کمیٹی کی بات کرتا ہے تب۔

محمد ایوب بلیدی (وزیر ریونیو) :- جناب ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں ہم کہتے ہیں آپ اس بارے مین اپنا ججمنٹ Gudgement دے دیں۔

جناب اسپیکر :- اب سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے؟ جو اس قرارداد کے حق میں ہیں وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر :- اسمبلی کی کارروائی یکم اکتوبر بوقت تین بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(چار بج کر تیس منٹ پر اجلاس کی کارروائی یکم اکتوبر ۹۵ء بوقت تین بجے (سہ پہر) تک کے لئے ملتوی ہو گئی۔)

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء بمطابق جمادی الاول ۱۴۱۶ ہجری

(بروز اتوار)

زیر صدارت جناب شوکت بشیر مسیح۔ پریذائڈنگ آفیسر

بوقت تین بج کر پچیس منٹ (سہ پہر) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ
وَلَايَجْرِمَنَّكُمْ شَنَانُ قَوْمٍ عَلٰى اَلَّاتَعْدِلُوْا ج اِعْدِلُوْا ط
هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ج وَاتَّقُوْا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ه وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
مَغْفِرَةٌ وَاَجْرٌ عَظِيْمٌ ه (صَدَقَ اللّٰهُ العَظِيْم)

(پ ۲، ع ٦ (سورة المائدة -آیت ۸-۹)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو! کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی۔ اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ عدل کرو، یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ وعدہ کیا اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے واسطے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ صدق اللہ العلی العظیم

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- میر ظہور حسین خان کھوسہ نے اپنے آج کے سوالات آئندہ اجلاس کے لئے موخر کرنے کا نوٹس دیا ہے لہٰذا وقفہ سوالات معطل کیا جائے۔ سیکریٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

مسٹر اختر حسین (سیکریٹری اسمبلی) :- مسٹر سعید احمد ہاشمی صاحب نے ناسازی طبیعت کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- سردار محمد طاہر خان لونی وزیر صحت نے طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- حاجی ملک گل زمان خان کاسی نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- مولانا عبدالباری صاحب ذاتی مصروفیات کے سلسلے میں پشین تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- میر ظہور حسین خان کھوسہ نے نجی مصروفیات کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- سردار ثناء اللہ زہری صاحب کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں لہٰذا انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- صوبائی وزیر داخلہ چونکہ کراچی تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی :- میر اسرار اللہ زہری صوبائی وزیر زراعت نے ناسازی طبیعت کی بناء پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- چونکہ آج ایجنڈے پر مزید کارروائی نہیں ہے اس لئے سیکریٹری اسمبلی گورنر بلوچستان حکم پڑھ کر سنائیں۔

مسٹر اختر حسین (سیکریٹری اسمبلی) :-

"In exercise of the powers conferred on me by clause (b) of Article 109 of the constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973 I Lt. General Imran Ullah Khan Governor Balochistan hereby prorogue the Provincial Assembly of Blochistan on Sunday the 1st October 1995 after the session is over."

جناب پریذائڈنگ آفیسر :- اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس تین بج کر تیس منٹ (سہ پہر) غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)